تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی
کے مضر اثرات
اور اسلامی تعلیمات

محکمہ بہبود آبادی، حکومت بلوچستان، کوئٹہ

تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی
کے مضر اثرات اور اسلامی تعلیمات

وزارت بہبودِ آبادی

حکومت پاکستان

تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے مضر اثرات اور اسلامی تعلیمات

فتح مکہ کے بعد جب مسلم ریاست اور مسلمانوں کے سیاسی اور معاشرتی اقتدار کا آغاز ہوا تو کچھ حضور پاکؐ کی ذاتِ اقدس کے قُرب کے شوق میں اور کچھ سیاسی، معاشرتی اور معاشی وجوہات کے سبب مدینہ منورہ کی آبادی نقل مکانی اسی وجہ سے مختصر سے عرصے میں بہت زیادہ بڑھ گئی اور رہائشی مکانات کی شدید قلت محسوس ہونے لگی۔ صحابہؓ کرام کی اس درخواست پر کہ شہر میں مکانوں کی بہت قلت محسوس کی جارہی ہے لہٰذا نئے مکانات تعمیر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ جناب رسالتمابؐ نے نئے مکانات کا اضافہ کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے ہمارے لئے بہت سی دشواریاں پیدا ہوجائیں گی۔ اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ یا تو اپنے باغوں اور کھیتوں میں ڈیرے بنالو یا کچھ فاصلے پر نئی بستی آباد کرلو۔

حضورؐ کے فرمان کی روشنی میں شاعر مشرق علامہ اقبال نے مسولینی سے ملاقات کے وقت اسے یہ مشورہ دیا کہ شہر کی آبادی کو ایک مقررہ حد سے نہیں بڑھنا چاہیئے اور زیادہ لوگ ہوجائیں تو ان کے لیے نئی بستیاں بسائی جائیں۔ جب مسولینی نے اس کی وضاحت چاہی تو ہمارے مفکر نے اس حدیث کی روشنی میں کہا کہ شہر کی آبادی جس قدر بڑھتی ہے تو نہ صرف انتظامی مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ تہذیبی اور اقتصادی توانائی کم ہوتی چلی جاتی

ہے اور ثقافتی توانائی کی جگہ شرپسند محرکات جگہ لے لیتے ہیں۔ اس نے یہ حدیث سنتے ہی کہا ''کتنا حسین تخیل ہے۔'' جب اسے بتایا گیا کہ چودہ سو سال قبل پیغمبرِ اسلام نے ٹاؤن پلاننگ کا یہ حسین تصور پیش کیا تھا تو وہ عش عش کر اٹھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست اور نظام حکومت کو ایسی مضبوط اور منصفانہ بنیادوں پر قائم کیا جو آبادی کی بہبود کی ضامن تھیں۔ انتظامی سطح پر آبادی کی فلاح و بہبود اور بندوبست کی خاطر تمام اہم سرکاری فیصلے لوگوں کے صلاح و مشورے سے کئے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کے عہد میں بھی انہی خطوط پر انتظام آبادی اور فلاحی کاموں پر توجہ دی گئی۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں فتوحات کا دائرہ پھیلنے کی وجہ سے جس تیزی سے وسیع وعریض علاقے اسلامی ریاست میں شامل ہوتے گئے اسی طرح سے آبادی میں بھی مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ اس بناء پر اس کے نظم ونسق پر بھی اتنی ہی توجہ دی گئی تاکہ رعایا کی بہتری میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ اس وسیع سلطنت کے انتظام کے پیش نظر اسے 8 صوبوں مکہ، مدینہ منورہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر اور فلسطین میں تقسیم کیا گیا۔ ان وفاقی اکائیوں کے نظم ونسق کو بطریق احسن چلانے کی خاطر گورنر مقرر کئے گئے اور کئی نئے محکمے قائم کئے گئے جن کا پہلے کوئی وجود نہ تھا۔ لوگوں کے علیٰ قدرِ مراتب وظائف مقرر کئے گئے۔ زکوۃ کی تقسیم کا منصفانہ اور موثر نظام قائم کیا گیا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آبادی سے متعلق امور، اسلام کے ابتدائی

دور میں بھی اتنے ہی اہم سمجھے گئے جتنے آج ہیں اور ہمیں مذہب سے اس مسئلے کے منفی اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہدایات بھی ملتی ہیں۔

اس وقت دنیا کو دو اہم مسائل کا سامنا ہے۔ پہلا مسئلہ آبادی میں تیزی سے اضافہ اور دوسرا مسئلہ شہری آبادی میں اس سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اضافے کا ہے۔ ماہرین کے اندازوں کے مطابق 1650ء میں ساری دنیا کی آبادی صرف اتنی تھی۔ جتنی آج ہمارے صوبہ پنجاب کی ہے تقریباً ساڑھے تین سو سال کے اندر دنیا کی آبادی ساڑھے چھ ارب سے بڑھ چکی ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسئلہ آبادی آئندہ سالوں میں انتہائی سنگین صورت اختیار کر لے گا۔ اگر آبادی میں اضافہ کا رجحان یوں ہی برقرار رہا تو اگلے دس بیس سالوں میں انسان بنیادی ضرورتوں سے محروم ہو جائے گا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ آبادی میں تیزی سے اضافہ ان ممالک میں ہورہا ہے جو پہلے ہی غریب ہیں اور مالی بحران سے دوچار ہیں۔ یہاں بے روزگاری، رہائشی سہولتوں کی کمی، تعلیمی سہولتوں کا فقدان، غیر متوازن غذا، صحت کی سہولیات و خدمات کی کمیابی، لاقانونیت اور بدامنی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ بدقسمتی سے بڑھتی ہوئی آبادی والے ان ممالک میں پاکستان بھی شامل ہے۔

1947ء میں آزادی کے وقت پاکستان کی آبادی تین کروڑ بیس لاکھ تھی، آج یہ پندرہ کروڑ سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔

فی الوقت ہمارے ہاں آبادی میں اضافے کی سالانہ شرح 1.96

فیصد ہے اگر یہ شرح برقرار رہی تو اگلے 36 سالوں میں پاکستان کی آبادی دگنی ہو جائے گی۔ پاکستان میں شرح باروری 4 بچے فی عورت سے بھی زیادہ ہے۔اس بڑھتی ہوئی آبادی نے بے شمار مسائل کو جنم دیا ہے۔

پاکستان میں 45 فیصد آبادی کو صحت کی سہولتیں میسر نہیں۔ 31 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی نہیں ملتا۔ایک کمرے میں اوسطاً چھ افراد رہائش پذیر ہیں جبکہ پچاس فیصد آبادی ایک کمرے کے مکان میں رہتی ہے۔آبادی کا 64 فیصد حصہ جو دس سال یا اس سے زیادہ عمر کے افراد پر مشتمل ہے، ناخواندہ ہے۔ ملک کی 30 فیصد آبادی غربت کی سطح سے بھی کم درجے کی زندگی بسر کر رہی ہے۔شہری آبادی میں اضافہ 4 فیصد سالانہ ہے۔اس زبوں حالی کا ایک حل آبادی میں تیزی سے ہونے والے اضافہ کی شرح کو کم کرنا ہے۔ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمیں بہبود آبادی کے مسئلے پر بھی اسلام سے رہنمائی ملتی ہے۔

❁ اسلام نے تعلیم کی اہمیت پر زور دیا ہے اور علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرض قرار دیا ہے۔ تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ جن ممالک میں خواندگی کی شرح زیادہ ہے اور بالخصوص خواتین میں تعلیم زیادہ ہے، وہاں اضافہ آبادی کی شرح بھی کم ہے۔ پاکستان میں اس کی مثال بہت واضح ہے۔ ایسی خواتین جو بالکل ناخواندہ ہیں ان کے ہاں 7 سے زیادہ بچے پیدا ہوتے ہیں جبکہ صرف ساتویں جماعت تک تعلیم یافتہ خواتین تین تا چار بچوں کی ماں بنتی ہیں۔تعلیم لوگوں کو ایک بہتر انسان ہی نہیں بناتی بلکہ مجموعی طور پر علاقے اور ملک کی صورت حال پر خوشگوار اثرات بھی مرتب کرتی ہے۔ اسلام کے اس

حکم کے مطابق ہم تعلیم کو عام کر کے ملکی خوشحالی کے دروازے کھول سکتے ہیں۔

۞ اسلام نے اس بات کو بہت ناپسند کیا کہ ہم بیٹے سے تو محبت کریں مگر بیٹی کو ایک بوجھ تصور کریں۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے احترام، اہمیت اور برابری کے لیے انقلابی اقدامات کئے۔اس سے پہلے لڑکی کو بعض قبائل میں پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ آج بھی پاکستان کے اکثر گھرانوں میں یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ ایک بیٹے کی خواہش پوری ہونے تک سات سات آٹھ آٹھ بیٹیاں پیدا ہوجاتی ہیں اور وہ مناسب تعلیم و تربیت سے محروم رہتی ہیں۔ بیٹیوں کو اس طرح جنس ارزاں خیال کرنا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ بچی کی تعلیم و تربیت والد کا بہترین سرمایہ حیات ہے۔

۞ اسلام نے ماں کے دودھ کی اہمیت پر زور دیا ہے۔قرآن پاک میں حکم ہے کہ ''مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔'' اگر ہم اس حکم ربی پر عمل کریں تو ماں بچے دونوں کی صحت پر بہت اچھے اثرات پڑتے ہیں اور ایک چھوٹے کنبے کی تشکیل بھی ممکن ہوتی ہے۔

۞ اسلام نے بہترین فلاحی ریاست کا تصور دیا ہے اور ایک ایسا مثالی معاشرہ قائم کر کے دکھایا ہے جو تاریخ انسانی میں روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ ''اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر جائے تو اس کی ذمہ داری عمرؓ پر ہوگی۔'' ...... آج اضافہ آبادی اور وسائل کی قلت کی بناء پر انسانی نسل صومالیہ، یوگنڈا اور افریقہ کے دیگر ممالک میں سسک سسک کر مر رہی ہے مسلمان نسبتاً زیادہ بدحالی کا شکار ہیں، محکوم ہیں،

بڑی طاقتوں پر انحصار کیئے ہوئے ہیں۔ آپس کی لڑائیوں میں مبتلا ہیں، تھوڑی اشیاء کے پیچھے زیادہ لوگ بھاگ رہے ہیں۔ ہرطرف بدانتظامی اور بدامنی ہے اور بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔ قدرتی وسائل ختم ہورہے ہیں اور نتیجتاً مسلمان غیر مسلم طاقتوں پر انحصار کرتے کرتے آج عملاً ان کے محکوم ہو چکے ہیں۔

❁ دنیا کے اکثر اسلامی ممالک نے بڑھتی ہوئی آبادی سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کی طرف خصوصی توجہ دی ہے اور اس پر خاصی حد تک قابو پا لیا ہے۔ ان ممالک میں بنگلہ دیش، انڈونیشیا، مصر، ترکی اور ایران وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں تعلیم کو عام کیا گیا، بالخصوص خواتین کو پڑھایا گیا۔ یہاں کے علما اور آئمہ کرام نے بڑھتی ہوئی آبادی سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل میں اور بہبود آبادی کے پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حکومت کا ہاتھ بٹایا ہے۔

❁ معاشرتی بہبود کسی بھی اسلامی فلاحی ریاست کا اہم فریضہ ہے اور بہبود آبادی اس کا اہم حصہ ہے۔ آبادی کی بہبود سے مراد لوگوں کو تعلیم، روزگار، رہائش، صحت، تفریح کی سہولیات اور بہتر مستقبل دینا ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب کسی بھی فلاحی و اسلامی ریاست میں آبادی اور وسائل میں توازن ہو۔ اگر آبادی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور وسائل اس تناسب سے نہ بڑھیں تو معاشرے سے فلاح ختم ہو جائے گی اور اس کی جگہ شر اور ابتری لے لے گی۔ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہم کس طرح سے اپنے وسائل بڑھا کر موجود آبادی کی فلاح و بہبود کو ممکن بنا سکتے ہیں نیز کس طرح آبادی کو ایک خاص سطح تک محدود رکھ کر مطلوبہ مقاصد حاصل کر سکتے ہیں اور یہی ایک اسلامی فلاحی معاشرہ کی اساس ہے۔